



السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ

مولوی خرم علی اور مولانا محمد اسماعیل شیعید جواہنی کتابوں میں ابیاء و اولیاء کی شان میں توہین آمیز کلمات لائے ہیں، چنانچہ مذمت شرک کے باب میں آیت ان الشرک لظیم کے تحت فائدہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”جاتا چلتی ہے کہ ہر حقوق بڑا ہو، حصول اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے“ لیکن اور اس طرح کے اور بھی چند ایک اقوال ہیں اور تفسیریں میں سے کسی نے بھی اپنی تفسیر میں اس طرح کا فائدہ نہیں لکھا ہے، کیا لیے کلمات کی وجہ سے مولانا کافر ہیں اور کیا ان کی کتاب پچائزہ نے کے لائق ہے؟ اولہ اربعہ شرعی سے جواب دیں۔

اجواب بعون الوہاب بشرط صحیح السوال

و علیکم السلام ورحمة الله وبرکاتہ
الحمد لله، والصلوة والسلام على رسول الله، أما بعد!

یہ بات کھل کر سامنے آ جانی چاہیے کہ مولانا اسماعیل شیعید کی عبارت پر جو اعتراض کیا گیا ہے اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں یا تو اس عبارت کے سیاق و سبق پر بلو ری طرح غور نہیں کیا گیا یا پھر تعصباً اور بہت دھرمی ہے۔ اگر اعتراض آپ کی عبارت پر صحیح طرح غور کرتا تو اس قسم کے افاظ زبان پر لانے کی بھی جرأت نہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کو قرآن مجید میں کئی بड़ے اذناں دیا ہے کہ وہ قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے غور و فخر سے کام نہیں لیتے، اگر معتبرض وحی طرح غور کرتا تو اس کو صحیح سمجھ جاتی اور اگر دوسری صورت ہے تو اس کا کوئی علاج نہیں۔

شریعت کے واقعہ لوگ وحی طرح جانتے ہیں کہ مولانا کا اصل مقصود ان عوام کا لاغام کے عقیدہ کی اصلاح ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ اولیاء اللہ جناب باری تعالیٰ کے مختار کیں ہیں جو جایں کر سکتے ہیں، کسی کو ذلیل کر سکے، کسی شینا کو عزت، بخشیں، کسی کو اولاد دیں یا نہ دیں، کسی کا رزق سٹک کریں یا فراخ سب ان کے قبضہ قدرت میں ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ ان کے نام کی نذر و نیاز ہے یہیں، ان کے نام کا وظیفہ کرتے ہیں مثلاً یا شیخ عبد القادر جيلانی اللہ، یا علی، یا حسین، یا خواجہ جی وغیرہ وغیرہ، پھر ان کے سامنے پوری عاجزی کا اظہار کرتے ہیں، ان کی قبروں پر مسجدے میں کرپڑتے ہیں اور ان سے استاذ رتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اسے اتنا دار ہے اس کا سوواں حصہ بھی نہیں ڈرتے۔ پہلے زانہ کے کافروں کے بھی لیے ہی عقیدہ سنتے، چنانچہ آپ کا مقصود یہ تھا کہ ایسے عقائد باطلہ کی تردید کر کے صحیح عقیدہ ان کے سامنے پش کیا جائے۔

امام رازی تفسیر کبیر میں سورہ یونس کی تفسیر میں آیت ۷۰ و ۷۱، شخاہ نامہ عند اللہ کے تحت لکھتے ہیں کہ ان لوگوں نے پہنچنے نہیں اور لوگوں کی شکل کے بتنا کہتے ان کا خیال تھا کہ جب ہم ان کے سامنے سجدہ کرتے ہیں تو ان کی روچی خوش ہو کر سفارش کریں ہیں۔

مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ تفسیر عزیزی میں ”فَلَا يَجْلُو اللَّهُ إِنَّهُ أَدَدٌ“ کے تحت فرماتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ آدمی پہنچے مجاہد اور ریاضت کی وجہ سے مسجات الدعوات ہو جاتا ہے تو مرنے کے بعد اس کی روح کو بہت طاقت اور وسعت نصیب ہو جاتی ہے، پھر اگر کوئی شخص ان کی قبر یا ان کی نشت و برخاست کی جگہ یا ان کی تصویر کے سامنے سجدہ کرے تو وہ (بزرگان دین) اس سے مطلع ہو کر خوش ہوتے ہیں اور ان کی سفارش کرتے ہیں۔

اور حقیقت یہ ہے کہ خدا کے سوا کسی کو بھی کسی کی خبر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ”اس آدمی سے گمراہ تراور کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارے ہو، قیامت تک بھی ان کو جواب نہ دے سکیں اور جو حقیقت یہ ہے کہ وہ ان کے پکارنے سے مغض بے خبر ہیں، کیونکہ یا تو وہ بخیر ہیں جو سن ہی نہیں سکتے اور یا پھر خدا کے نیک بندے ہیں جو پہنچے حال میں مشغول ہیں اور شرک ایسی بزی بلا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اخبارہ تغییروں کا ذکر کر کے فرمایا ہے کہ اگر یہ لوگ بھی شرک کرتے تو ان کے عمل بھی ضائع اور بر باد ہو جاتے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان بد شعار مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے بڑے سخت لفظ بھی فرمائے ”يَقِنَأُوَهُ لَوْلَ كَافِرُوْنَ“ کہ مسیح ابن مریم ہی خدا ہے، آپ فرمائیں اگر خدا و نہ تعالیٰ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو بر باد کریں تو خدا و نہ تعالیٰ کو کون روک سکتا ہے۔

عقل منہ لوگ جانتے ہیں کہ مسیح اور ان کی والدہ تو بر باد کر یعنی کے لائق نہیں ہیں لیکن ان مشرکوں کے عقیدہ کی تردید کرنے کے لیے ایسا فرمایا ہے۔

یہ بھی یاد رہنا چاہتی ہے کہ یہاں دو نسبتیں الگ الگ ہیں ایک خالق سے مخلوق کی نسبت اور دوسری مخلوق کی نسبت نہیں ہے کہ جو احادیث محتاج اور بحاجت موجہ اور مستند راں میں آخر کیا نسبت ہے؟ کچھ ایک ذرہ بے مقدار اور بجا سحر ائمہ تا پیدا کناروہ باقی یہ فانی، وہ اذلی ابدی اور اس کی بستی ایک آنی، تو اس صورت میں مخلوق کو خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، خدا تعالیٰ سے وہ نسبت کبھی نہیں ہو سکتی جو ایک چمار کو بادشاہ سے ہو سکتی ہے کیونکہ خالق اور مخلوق میں جو فرق ہے وہ اصلی اور ذاتی ہے اور ہمارا اور بادشاہ میں جو فرق ہے وہ صرف اضافی ہے، حقیقی نہیں، کیونکہ زندگی موت، صحت، بیماری، پریشانی اور خوش حالی، غمی اور خوشی میں بادشاہ اور ہمارا بھر جاں برابر ہیں، جیسے ایک چمار مغلی حادث ہے، ویسے ہی بادشاہ بھی محل حادث ہے، فرق ہے تو صرف حالی ہے کہ وہ ظاہری طور پر دنیاوی بادشاہ ہے۔

اور یہ غریب اور نادار ہے، پھر بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ بادشاہ تخت شاہی سے معزول ہو کر ذلت کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بھی کوئی غریب آدمی تخت شاہی پر بلوہ فراز ہو جاتا ہے لیکن خدا و نہ تعالیٰ کی حکومت ہمیشہ سے

بہیشہ نک بے۔ اس میں بھی زوال نہیں اور مخلوق اس کے مقابلہ میں ہمیشہ محتاج ہے اس کو بھی قرار ذاتی نصیب ہی نہیں ہو سکتا، پھر مخلوق کو خالق سے وہ نسبت کب میر ہو سکتی ہے جو ایک ہمار کو با دشاد سے ہے اور تقویۃ الایمان والے کام عا بھی یہی کچھ بیان کرنا ہے۔

معترض کو چاہیے کہ سورہ اخلاص کی تلاوت بڑے غور سے کرے، اس میں خداوند تعالیٰ کی دو صفتیں بیان کی گئی ہیں، ایک احادیث اور دوسری صمدیت، باقی تمام صفات انہی کی شاخیں ہیں کیونکہ شرکت بھی تعداد میں ہوتی ہے، اس کی نفعی صفت آحد سے فرمائی گئی ہے اور بھی شرکت صفات جاہ و مرتبہ و منصب میں ہوتی ہے اس کی نفعی لفظ صمد سے فرمائی گئی ہے اور صمد وہ ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور سب مخلوق اس کی محتاج ہو اور کوئی ایسی ہستی ضرور ہوئی چاہیے جہاں احتیاج ختم ہو جانے ورنہ تسلیل اور دور لازم آئے گا۔

جب باقی تمام مخلوقات اس کی محتاج ہوئی، تو پھر اس کے ساتھ برابری کیسے ہو سکتی ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ ”زمین اور آسانوں میں جو کوئی بھی ہے، وہ اللہ کے پاس غلامی کی حالت میں آنے والا ہے، جلالین میں لکھا ہے کہ عبد اکا معنی ذلیل اور رخاض ہے، پھر فرماتے ہیں تمام مخلوق اس کے سامنے ذلیل ہے عزیز اور عیسیٰ علیہما السلام بھی۔

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کی حدیث باب القدر کے تحت لکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تمام بھی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، وہ جس طرح چاہے ان کو پھیلتا ملا علی قاری ” ہے ” اور تمام بھی آدم کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ ”نبیوں اور ولیوں، کافروں، فاسقوں، فاجروں اور تمام بدھنوں کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں۔

اب معترض کو چاہیے کہ وہ صاحب جلالین اور لعلی قاری پر بھی خوبی لگائے کہ یہ بھی عزیز اور عیسیٰ علیہما السلام کو ذلیل کہہ رہے ہیں اور لاماصح بھی کافروں، فاسقوں اور فاجروں کو، نبیوں اور ولیوں کے ساتھ ایک بھی صفت میں کھڑا کر رہے ہیں اور بعد ازاں صاحب تقویۃ الایمان پر بھی خوبی لگائے۔

علامہ طحطاوی شارح در مختار باب نذر اللہ و نعیر اللہ میں لکھتے ہیں کہ علماء پر احکام شریعت کا بیان کرنا ضروری ہے اور اس میں کسی کی تنتیقیں نہیں ہوئی چاہیے، جیسا کہ بے سمجھ لوگ خیال کرتے ہیں، اگر بالغرض وہ دل نہ ہوئے تو وہ بھی بھی کچھ بیان کرتے اور اس سے خوش ہوتے، اللہ تعالیٰ کے قول پر غور فرماؤ کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ ” وہ صرف ایک بندہ تھا، جس پر ہم نے احسان فرمایا یعنی عیسیٰ علیہ السلام بھی دوسرے بندوں کی طرح ایک بندے ہیں ” غور فرمانا چاہیے کہ علام طحطاوی عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے بندوں کی طرح ایک بندہ قرار دے رہے ہیں اگر بظہر خاتر ایسا کہا جائے تو آدمی کافر ہو جائے، حقیقت میں یہاں مشرکوں کے عقیدہ کی تزوید کرنا مقصود ہے۔

صاحب تفسیر نیشاپوری آیت لہمافی السموات و مافی الارض یغفر لمن یشاء و یعذب عن یشاء کے تحت لکھتے ہیں کہ ” یہاں تعمیم ہے ” اگر وہ بخشنا چاہے تو ایلیس اور فرعون کو بھی بخش دے اور فرمادیتا چاہیے تو مفترین ملکہ اور صدیقین کو سزا دے دے۔

اور یہنا وی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے متعلق فرماتے ہیں ” کہا یا کلان الطعام ” کہ وہ بھی کھانے کے لیے ہی محتاج تھے جیسے دوسرے جیوانات محتاج ہوتے ہیں، جلالین میں بھی بالکل ہی لفظ ہیں، اب دیکھئے صاحب تفسیر یہنا وی حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو جیوانوں سے تغیری دے رہے ہیں، حاشا و کلان کا مقصود ان کی توبین کرنا نہیں ہے بلکہ ان کی محتاجی کو بیان کرنا مقصود ہے۔

تفسیر مدارک میں آیت و حوال قاہر فوق عبادہ کے تحت لکھا ہے کہ ” قمر کا معنی ہے اپنی مرضی پورا کرنے سے روک دینا ” اور یہی ذلیل کا معنی ہے کہ کوئی بھی اس کے کارخانہ قدرت میں دم نہیں بارستا کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، کیونکہ وہ سب کے سب سر پا چاہیز ہیں۔

پھر ایک اور طرح سے بھی اس پر غور کرنا چاہیے کہ با دشاد اگر ایک ذلیل ہمار پر گرفت کرے اور اس کو سزا دل کی مدد دے کیونکہ موت کے بعد وہ اس کو کچھ سزا نہیں دے سکتا، لیکن خداوند تعالیٰ اگر کسی بندے کو سزا دیتا چاہے تو اس کی سزا غیر مدد ہو گی کیونکہ موت کے بعد بھی وہ اس کو بار بار زندہ کرنے پر قادر ہے اور سزا دے سکتا ہے، تو خداوند تعالیٰ کے صفات غیر تباہی ہیں اور بندہ اس کے مقابلہ میں سراپا عجیب و نیاز ہے۔

پس تقویۃ الایمان کی عبارت کی شرح خدا تعالیٰ کی توفیق سے قرآن مجید اور حدیث شریف اور علماء ذی شان کے بیان کے مطابق ہو جگہی ہے اب انصاف پور حضرات سے توقع ہے کہ مکارم اخلاق کے مطابق اس پر غور فرمائیں (گے اور صاحب تقویۃ الایمان پر خواہ خواہ نہ ہوں گے۔) (سید محمد نزیر حسین)

قرآن و حدیث کی روشنی میں احکام و مسائل